انقلابی کتاب | جناب طاہر رسول قادری ۔ باہتمام ادارہ معارف اسلامی کراچی۔
ناشر: عبدالحفیظ احمد ۔ اچھا سفید کاغذ، نیلا دبیز ورق ۔ صفحات: ۱۴۷
قیمت: ۲۱/ روپے۔

طاہر رسول قادری ہمارے دیرینہ رفیق تھے اور کئی سال اچھرہ میں رہے۔ اس وقت ان کی صلاحیتیں کسی پہاڑ میں مدفون سونے کی طرح تھیں۔ اب جو انہوں نے اپنی کان کنی کی تو کیا شاندار نتائج کاوش ہمارے سامنے رکھے۔ ۵۲ قرآنی دروس پر پہلے تبصرہ ہو چکا ہے، حالانکہ ترتیب کے لحاظ سے پہلے انقلاب پر بات ہونی چاہیے تھی، جو اس کتاب کا مقدمہ تھی۔

دراصل اس کتاب (حصہ اول دروس قرآن) میں ایسی اصولی باتوں کا ذکر ہے جن کو سمجھ لینے کے بعد قرآن فہمی آسان ہو جاتی ہے۔ مثلاً قرآن انقلابی کتاب ہے، قرآن ذریعہ نجات ہے، قرآن کا بیان تقریری ہے، قرآن کا موضوع انسان ہے، قرآن کا نزول تدریجی ہے، پہلی وحی، آخری وحی، جمع قرآن (دو مراحل) کتابتِ قرآن، اسبابِ نزول، مکی آیات وسورتیں، مدنی آیات وسورتیں، محکم و متشابہ، ناسخ ومنسوخ، اردو کی مشہور تصانیف، قرآنی اصطلاحات (مثلاً برزخ، فلاح، خسران، مشیت وغیرہ)

قرآن کے بارے میں بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ مگر پھر بھی کام میں کسر ہے اور لوگ اسے پورا کرتے رہیں گے۔ اس سلسلے میں ایک اچھا حصہ طاہر رسول قادری نے ادا کیا ہے۔ خدا جزا دے۔ آمین۔

ذریعۂ تعلیم کا مسئلہ | مدیرانِ ترتیب: مسلم سجاد، سلیم منصور۔ ناشر: انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز ۔ بلاک ۱۹، مرکز الف ۷، اسلام آباد ۔ نفیس کاغذ پر خوشنما طباعت ۔ ۲۳۶ صفحات

حقیقت یہ ہے کہ پرکار کی نوک اگر اپنے مرکزی نقطے سے ہٹ جائے اور بار بار ادھر سے ادھر ہوتی رہے تو دائرہ کھنچ نہ سکے گا۔ اسی طرح جب کوئی قوم یا حکومت

اپنے فکری مرکز سے ہٹ جاتی ہے تو پھر اس کے سارے کام خراب ہوتے ہیں اور یہ ہر طرف تخریب کام کرنے لگتی ہے۔ ہمارے نوخیز ملک کی ریاست اپنے فکری یا ایمانی یا مقصدی مرکز کبھی پا نہ سکی۔ نتیجہ یہ کہ کوئی بھی دائرۂ زندگی درست نہیں بن سکا۔ ہر طرف خلل ہے۔

ہم نے نام لیا تھا وحدتِ ملّت کا، سو وہ غارت ہوئی، ہم نے نام لیا تھا اسلام کا، سو غبار بن کے اُڑ گیا۔ ہم نے نام لیا تھا اُردو کا تو اُسے نہ ملکی سطح پہ جگہ ملی نہ صوبائی یا علاقائی سطح پر، بلکہ اس یتیم کی سرپرستی کے لیے کچھ ادارے ترجمہ کے، لغت سازی اور کچھ نفاذِ اُردو کے خواب دیکھنے کے بنا دیئے گئے ۔ جہاں اُردو کبھی کبھی کاسۂ گدائی لے کے پھیرا لگاتی ہے۔ کہیں سے کوئی لفظ، کہیں سے کوئی قرارداد، کہیں سے کچھ تراجم، کہیں سے کسی زیرِ ترتیب لغت کے کچھ ردّی صفحات اس کے کاسہ میں ڈال دیئے جاتے ہیں۔ باقی ہر جگہ انگریزی زبان ڈنڈا لیے کھڑی ہے، خبردار جو ادھر قدم رکھا۔ جہاں انگریزی کا زور کم ہے، وہاں مقامی علاقائی زبان کی فوج صف بستہ ہے بر حذر کیا ہے، ہم نے اپنی قومی اُمنگوں کا، اور ایسے تلخ اور زہریلے نتائج ہر طرف پھیلے ہوئے دیکھیے اور دیکھتے رہ جایئے۔

پیشِ نظر کتاب پر نظر پڑتے ہی یہ دردمندانہ الفاظ میرے قلم سے ادا ہو گئے۔ ورنہ کتاب بہت سنجیدہ ہے اور خوب جانچ تول کر اور حوالوں اور دلائل سے آراستہ کر کے لائی گئی کہ بطور ذریعۂ تعلیم اُردو زبان کی کیا حیثیت ہونی چاہیے اور کیا بنا دی گئی ہے۔

دراصل یہ ایک سیمینار کے مقالات ہیں جن کا مرکزی موضوع "پاکستان میں ذریعۂ تعلیم کا مسئلہ" ہے۔ اس موضوع کے تحت اپنے اپنے پسندیدہ عنوانات پر مختلف حضرات نے مقالات لکھے ہیں۔ کلیدی خطاب پروفیسر خورشید احمد صاحب کا ہے جنہوں نے اپنی قائم کردہ روایت کے مطابق بڑا جامع جائزہ لیا ہے۔

بہرحال ہماری رائے میں اُردو زبان کا فیصلہ کرنے سے پہلے اس قوم کو خود اپنا